# المنبر

لائل پور

عبدالرحیم اشرف


# اب تو نسل کُشی بند کر دیجئے!

## غلہ میں خود کفیل ہونے کے بعد خاندانی منصوبہ بندی کیوں؟

ہماری رائے تو شروع سے اب تک یہ ہے کہ مغربی شاطروں اور مادہ پرستانہ مغربی تہذیب کے علمبرداروں نے حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی تعداد کو کم کرنے کی سازش کی اور اس کے لئے عنوان رکھا خاندانی منصوبہ بندی کا، جس میں بجائے اس کے کہ اس بات کی منصوبہ بندی ہوتی کہ افراد کنبہ کی تعلیمی حالت کو کیسے سدھارا جائے، ان کی معاشی صلاحیتوں سے کیسے استفادہ کیا جائے، انہیں معاشرہ کے لئے مفید و کارآمد بنانے کے لئے کون سی تدابیر اختیار کی جائیں ـــ ان تمام مفید اجزاء خاندانی منصوبہ بندی کو نظر انداز کر کے صرف اس بات کو حاصل مدعا سمجھ لیا گیا کہ غلہ زیادہ اور بچے کم پیدا کرو ـــ اور اس کے لئے ایک جانب مانع حمل ادویات کی بھرمار ہوئی دوسرے منع حمل کے لئے ایسے آلات استعمال کئے گئے جن سے جہاں نوجوان نسل نے بدکاری کے راستے پر بگٹٹ دوڑنا شروع کر دیا وہاں مانع حمل آلات سے خواتین کینسر ایسی مہلک امراض کا شکار ہونے لگیں ـــ اور اس سارا میں جو کسر رہ گئی، اسے قطع نسل کی اس آوارہ تحریک نے پورا کر دیا۔ جس سے اسمبلی ہال گونج اٹھا اور ایسے نوجوانوں کے واقعات شرمندگی اور رسوائی کا باعث بنے جنہیں ان کی مرضی کے خلاف اپریشن روم میں جا کر لٹا دیا گیا اور انہیں ہمیشہ کے لئے اولاد کی صلاحیت سے محروم کر دیا گیا۔

پھر اسلامی ذوق سے آشنا کوئی بھی شخص اس منصوبہ بندی کو کیسے قبول کر سکتا ہے جس میں غیر شعوری طور پر تسلیم کر لیا جاتا ہے کہ انسان دو خداؤں کی باہمی رقابت کے مابین لٹک رہا ہے۔ ان میں سے ایک کی ذمہ داری تو یہ ہے کہ انسانوں کو پیدا کرے اور دوسرے کا کام ہے رزق کے وسائل پیدا کرنا، گویا ایک خالق ہے اور دوسرا رازق، خالق معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ طاقتور اور چوکس ہے اور رازق سست اور کمزور لہٰذا ضروری ہے کہ رازق خدا کی مدد کی جائے اور خالق خدا کے منصوبہ تخلیق کو ناکام بنا کر اسے محدود کر دیا جائے (نعوذ باللہ من ھذا الشرک والکفر)

بہر نوع یہ تو ہمارا تصور ہے اور اس تصور کو ہم اس وقت سے اب تک کسی نہ کسی صورت پیش کرتے رہے ہیں جب سے ہمارے سربراہ کاروں نے اخلاص کے ساتھ اس غلط نظریہ کو قبول کیا اور کروڑوں روپے اور ہزاروں افراد کو اس آگ میں جھونک دیا جو ہمارے اخلاقی ڈھانچے اور ہماری نسل کے وجود تک کو بھسم کئے جا رہی ہے ـــ لیکن اس وقت وہ تمام حضرات حرف غلط کی طرح ختم ہو چکے ہیں جن کی آڑ میں منصوبہ بندی کی یہ مہم چلائی جا رہی تھی، ابھی اس ہفتے گورنر مغربی پاکستان جناب محمد موسیٰ خان صاحب نے یہ مژدہ پوری قوم کو سنایا ہے کہ اب ہم بفضلہ تعالیٰ غلہ میں خود کفیل ہو گئے ہیں، لہٰذا گندم درآمد کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

اس اعلان کا واضح مفہوم یہ ہوا کہ اب اس وقت جتنے افراد پاکستان میں موجود ہیں اور آئندہ ان کی ضرورت کے مطابق یہاں جو پیدا ہو رہا ہے اور اگر بالفرض مشرقی پاکستان میں کچھ کمی ہے تو گورنر مشرقی پاکستان کے اعلان کے مطابق اس سال یہ کمی بھی پوری ہو جائے گی۔ (انشاء اللہ المنان)

غلہ میں خود کفیل ہونے کے بعد تحدید نسل یا نسل کشی اور نس بندی، ختم کے مشاغل جاری رکھنا اس حقیقت کا غماز ہے کہ ہم افرادی قوت کی اہمیت ہی سے غافل نہیں ہیں بلکہ ہم نادانستہ طور پر ان مقاصد میں شامل ہو چکے ہیں کہ ملت اسلامیہ کی تعداد کو کم کریں اور غیر شعوری طور پر ہم وہ کام کر گزریں جو اس ملت کے دشمن کرنا چاہتے ہیں۔

### لکھنے والے

مولانا استاذ البہی الخولی

مولانا حمید اعظم حسن

مولانا عبداللہ خان نصر

مولانا مفتی زین العابدین

مولانا تاج محمود

مولانا محمد بشیر

مولانا محمود احمد

شیخ عبدالعزیز سوڈانی

### اس اشاعت میں



کی دردمندانہ صدا ہے ـــ ہم انتہائی دردمندی سے استدعا کریں گے کہ ارباب اختیار اس مسئلے پر ٹھنڈے دل سے غور کریں، موجودہ صورت حال انتہائی حوصلہ شکن ہے اور اس کے نتائج المناک ہونے لگے ہیں۔

دعائے عبدیت

# میرے آقا میں گواہ ہوں!

عن زید بن ارقم قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول دبر کل صلوٰۃ: اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ کُلِّ شَیْءٍ اَنَا شَھِیْدٌ اَنَّکَ اَنْتَ الرَّبُّ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ کُلِّ شَیْءٍ اَنَا شَھِیْدٌ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ کُلِّ شَیْءٍ اِجْعَلْنِیْ مُخْلِصًا لَکَ وَاَھْلِیْ فِیْ کُلِّ سَاعَۃٍ مِّنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اِسْمَعْ وَاسْتَجِبْ اَللّٰہُ اَکْبَرُ الْاَکْبَرُ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ الْاَکْبَرُ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ الْاَکْبَرُ۔ (ابوداؤد)

ترجمانی: — زید بن ارقم بیان کرتے ہیں کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ تھا کہ آپ ہر نماز کے بعد دعا کیا کرتے تھے۔

اے اللہ ہمارے اور ہر چیز کے رب! میں گواہ ہوں کہ آپ ہی مالک و آقا، پروردگار، فرمانروا، مربی اور تمام ضروریات بہ کمال عطا فرمانے والے ہیں، آپ تنہا ہیں، آپ کا کوئی شریک نہیں۔ ہمارے اور تمام اشیاء کے مالک میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے بندے اور رسول ہیں — اے اللہ! ہمارے اور ہر چیز کے رب! مجھے اور میرے اہل و عیال کو دنیا و آخرت دونوں کے تمام لمحات میں اپنے لئے خالص فرما لیجئے! جلالت و اکرام کے مالک! میری اس عرضداشت کو سنئے اور اسے شرف قبول سے نوازئیے!

اللہ تمام کائنات سے بڑا ہے، اللہ سب سے عظیم و اکبر ہے۔ اللہ تو آسمانوں اور زمین کا نور اور انہیں منور فرمانے والا ہے۔ اللہ تو سب سے عظیم ہیں، اللہ تعالیٰ سب سے عظیم ہیں۔ مجھے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہیں۔ وہی میرے کارساز ہیں، وہ سب سے بڑے اور سب بڑوں سے بڑھ کر ہیں۔

ملاحظات: — عبد اور معبود، بندے اور خدا کے مابین نہ ٹوٹنے والا رشتہ عبدیت کا ہے، بندہ خواہ کسی بھی حال میں اور کسی بھی مرتبہ و مقام کا ہو، ایک گھسیارہ، مزدور، تاجر، حاکم، محکوم، اسی طرح عالم، متقی، محدث، فقیہ، مبلغ، داعی، حتیٰ کہ صحابی اور نبی، ان سب کی اصل حیثیت عبد ہی کی ہے اور حق یہ ہے کہ عبدیت تمام مدارج کمال کی انتہا ہے۔

عبدیت بندے کی جانب سے اور معبود برحق کا ہر طرح صفت الوہیت سے موصوف ہونا۔ ان دونوں کا تقاضا یہ ہے کہ غلام ایک جانب تو اپنے مالک و آقا کے حضور غلامی کا اعتراف کرے اپنی محتاجگی کو اپنے آقا کے سامنے پیش کرے اور دوسری جانب وہ خلق کے سامنے یہ شہادت دے کہ وہ اپنے مالک کا غلام، اپنے رب کا بندہ اور اپنے معبود کا عبد ہے، یہ شہادت یوں تو ہر وقت کی عبادت ہے لیکن جب افراد انسانیت راستہ بھٹک جائیں اور مخلوق کو خالق کے ساتھ شریک کرنے کی جہالت و جسارت کا ارتکاب کرنے پر ہی اکتفا نہ کریں بلکہ اس جہالت کے مبلغ و داعی بن کر اللہ کے شہروں اور خدا کی زمین کو شرک کی نجاست سے آلودہ کرنے کے درپے ہوں تو بندگان خدا پر یہ فرض اپنی تمام تر اہمیت کے ساتھ عائد ہو جاتا ہے کہ وہ خدا کی وحدانیت کے علمبردار بنیں، گلی کوچے، آبادیوں اور ویرانوں، ہر جگہ یہ گواہی دیں کہ رب اکبر وہی ایک ہے جس نے اس کائنات کو پیدا فرمایا، جو اس کی نگہداشت فرما رہا ہے، جو اس کی تکمیل کے تقاضے پورے کر رہا ہے اور جس کی ذات اقدس سب کا حق کرایں کے ساتھ قصد معبود ان باطلہ کو شریک کرنے والوں کا واحد سہارا ہے۔

یہ شہادت تو ہر سانس کے ساتھ ادا کی جانی چاہئے اور اصحاب ایمان ایسا کرتے ہی رہتے ہیں، لیکن کچھ لمحات صاحب ایمان افراد پر ایسے بھی آتے ہیں جب اس شہادت میں جذبات کا وفور ہوتا ہے اور یہ لمحات خصوصیت سے ان اوقات میں میسر آتے ہیں، جب خدائے ذو الجلال اور اس کے بندے کے مابین حائل پردے، بالخصوص غفلت اور دنیا کی جانب میلان اور دنیا میں انہماک کے پردے اٹھ جاتے ہیں۔

انہی لمحات سعادت میں وہ وقت خصوصیت کا حامل ہے، جب عبد اپنے آقا کے حضور نماز میں حاضری عبادت سے فارغ ہوتا ہے، نماز، قیام محبت، بحود، رکوع، اور دوسرے شعائر عبدیت سے دل و دماغ کی خصوصیت فارغ ہو کر عالم انبساط و نشاط میں عبد کامل اپنے محبوب آقا کی وحدانیت... حب کرتے ہیں اور بیکراں وارفتگی میں — اللھم ربنا ورب کل شیء

اَنَا شَھِیْدٌ اَنَّکَ اَنْتَ الرَّبُّ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ۔

رب ذو الجلال کی وحدانیت پر اس شہادت حق کے بعد خاتم الانبیاء خود اپنی نبوت و رسالت کی حقانیت پر شاہد عدل کی حیثیت سے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں اور اس قول و عمل سے افراد امت کو اس تابندہ حقیقت کی جانب متوجہ کرتے ہیں کہ جب تک ارض و سما کا یہ نظم موجود ہے، تب تک میری رسالت و نبوت ہی کا دور دورہ ہے، تم آخری امت ہو اور میں آخری رسول، انبیاء میں سے بھی تمہارا حصہ اور مقتدا، میں ہی ہوں، میرے سوا کسی خاصب و خائن کو یہ حق نہیں دیا جاسکتا کہ وہ میری امت کے افراد کو اپنی ذات سے منسوب کرے، اور تمہیں اپنے اس ایمان و یقین کا بار بار اظہار کرنا ہو گا اور اس کی شہادت دینا ہو گی کہ محمد (آپ پر ہمارے ماں باپ قربان) ہی اللہ کے بندے اور رسول ہیں — اسی شہادت کے مقابل عبد عاجز دل میں کمال محبت اور تضرع کے ساتھ دعا و ابتہال عجز و الحاح دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب اور تمام اشیاء کے مالک و آقا! مجھے اور میرے اہل و عیال کو ایسا مخلص بنا دے کہ ایک لمحہ کے لئے ہمارے قلوب آپ کے سوا کسی دوسرے کی جانب متوجہ نہ ہو سکیں اور اخلاص یہاں بھی مطلوب ہے اور آخرت میں بھی اسی کی احتیاج ہے۔

اس دعائے اخلاص کے بعد اپنے اور ساری کائنات کے مالک کی جلالت شان اس کے اکرام اور عظمت کا اعتراف ہوتا ہے، اور عبدیانہ درخواست پیش کی جاتی ہے کہ اس عاجزانہ اور مخلصانہ دعا کو شرف سماع اور اعزاز قبول عطا فرمائیے!

وفور شوق، اس پر بھی تھمتا نہیں، اللہ کی کبریائی کی منادی کے بعد اس جذبہ ایمان کا اظہار ہوتا ہے کہ اللہ ہی وہ معبود برحق ہیں جن کے انوار سے یہ عالم اور یہاں دیکھے جہاں منور ہیں، نور کی ہر کرن انہی کے چہرہ انور کی شعاع ہے، اور مجھے میرے رب، آقا اور مالک کافی ہیں ان کے سوا مخلوق میں سے کسی کا بھی نہ فرد اور نہ محتاج نہیں ہوں۔

یہ دعا اگر بندہ مومن کا معمول بن جائے اور دن رات میں کم از کم پانچ مرتبہ ہر نماز کے بعد اس کا اعادہ اسی شوق سے ہوتا رہا تو یقیناً نمازی کی کایا پلٹ سکتی ہے اور ہر روز ایمان میں اضافے اور عقیدے میں پختگی اور عملی زندگی میں انقلاب کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

★

## مجلس مذاکرہ

بقیہ صلا

اسلامی میں یکجہتی کیا ادا کر سکتی ہے۔ جامعہ کے درجہ عالیہ کے طالب علم ناہد اشرف نے النادی العربی کی سابقہ کارکردگی کی رپورٹ پیش کی اور عربی زبان کی اہمیت پر ایک جامع مقالہ پڑھا۔

طلباء جامعہ تعلیمات اسلامیہ میں سے مجلس مذاکرہ میں حصہ لینے والے طلباء کو قاری عبد القیوم متعلم سوم نے ایک عربی قصیدہ پڑھا جس میں اتحاد عالم اسلام کے ذرائع و اسباب پر روشنی ڈالی گئی تھی اور بتایا گیا تھا کہ عالم اسلامی کس کس طرح سے اپنے اختلافات ختم کر سکتے ہیں۔

اس مجلس مذاکرہ کی ابتداء حافظ عبد اللہ متعلم سوم اور قاری عبد الواحد متعلم درجہ حفظ نے تلاوت کلام پاک سے کی۔

سٹیج سیکرٹری کے فرائض ناہد اشرف نے سرانجام دیئے اور عربی مقالات کی اردو ترجمانی مولانا بشیر صاحب نے کی۔

آخر میں صدر مذاکرہ اور مہمان خصوصی مولانا عبد الغفار حسن صاحب استاذ الحدیث مدینہ یونیورسٹی نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ نماز اور زکوٰۃ کا اجتماعی نظام آج بھی اپنی مکمل اور فعال شکل میں ہمارے مسائل کا حل ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اتحاد اسلامی کے لئے عربی زبان کا فروغ انتہائی ضروری امر ہے۔ عالم اسلام کے مسائل کا حل اسلامی احکام پر عمل پیرا ہونے اور نظام تعلیم کو اسلامی بنیادوں پر استوار کرنے ہی میں مضمر ہے۔ آپ نے عربی زبان کو اتحاد اسلامی کا ذریعہ قرار دیا اور فرمایا کہ جامعہ تعلیمات اسلامیہ کی تاسیس کا مقصد جہاں اشاعت قرآن و سنت ہے وہاں عربی زبان کی ترویج بھی ہمارے پیش نظر تھی۔

قائم کرو نماز کو، زکوٰۃ ادا کرو، جھکنے والوں کے ساتھ جھکو۔ کیا غضب ہے کہ لوگوں کو نیکی کے لئے کہتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم آسمانی کتاب کی تلاوت کرتے ہو، پھر تم اتنا بھی نہیں سمجھتے۔

(پ ۱ - ع ۱۰ - آیت ۴۳، ۴۴)

جلد ـــــ ۱۳
شمارہ ـــــ ۱۸

ہفت روزہ **المنبر** لائل پور

۷ر جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ
۲ر اگست ۱۹۶۸ء

[illegible]

# عرب اسرائیل تعلقات کا نیا باب!

## کیا عالم اسلام کو ایک نئی اور ذلیل کن شکست سے دو چار ہونا ہوگا؟

وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم (القرآن)

[illegible]

ہو رہ گئے ہیں ، ہماری زندگی کا مقصد صرف یہ رہ گیا ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو ہم بحیثیت فرد یا بحیثیت قوم کے کھانے پینے ، سامان آسائش اور سربلندی دنیا کی زندگی حاصل کریں ۔ خواہ اس کا حصول جنگ ، بھیک ہی کی صورت میں ہو ، باقاعدہ دیکھئے ہم اس بیماری کی طرح ہوگئے ہیں ۔ ہم سامان دنیا کے انبار اور اقوام کے کھانے دیکھ کر نوش ہوتے ہیں اور یہ حصول یا سب کرتے ہیں کہ یہ کھانے ہمیں بھی اس گھر سے ملتے ہیں اور ان کی قیمت اعزت نفس اور خودداری کی صورت میں ادا کیا ہے ۔

ثانیاً ہم بحیثیت قوم "اسلام اور کفر" کی بنیاد پر انسانوں کی تقسیم کو فراموش کرچکے ہیں ۔ ہمارے نزدیک خدا کو گالی دینے والے ، خدا کے ساتھ ادنیٰ مخلوق کو شریک کرنے والے ، مذہب کی بیخ کنی کے درپے ، خود ہمیں ذلیل وزبوں حال کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنے والے اور ہمارے اپنے دینی بھائی مساوی حیثیت رکھتے ہیں بلکہ کفار اس وقت قابل ترجیح قرار پاتے ہیں جب وہ ہمیں موٹر کاروں ، سامان تعیش اور اسلحہ کی صورت میں ہمیں مدد دینے پر آمادہ ہوں ۔

رابعاً ہم اس یقین سے محروم ہو چکے ہیں کہ ہمارا خدا طاقتور اور قادر مطلق خدا ہے ۔ ہمارا خدا وہی خدا ہے جس نے بدر ، احد ، خندق ، کرمہ اور پھر افریقہ کے صحراؤں ، ایران و روم کے معرکوں اور آخر کار صلیبی جنگوں میں ہمارے اسلاف کی مدد کی تھی ۔ ہم اجتماعی حیثیت سے قنوط ، ناامیدی اور قوت امیدی کا شکار ہیں ۔

خامساً ہم اپنے ماضی کے اس پہلو کو بھی نظر انداز کر چکے ہیں کہ یہود ہوں یا ہنود ، عیسائی ہوں یا دہریہ یہ سب کے سب اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں ۔ انہوں نے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے چھ سات سو برس تک میدان جنگ میں ہمیں ختم کرنے کی کوششیں مسلسل و بیہم جاری رکھیں ، مگر وہ ہمیں ختم نہ کر سکے تو انہوں نے صلیبی معرکہ آرائیوں کے بعد اپنی پالیسی میں بنیادی تبدیلی کی اور طے کر لیا کہ اب مسلمانوں کو دشمنی کے بجائے دوستی کے انداز میں ختم کرنا چاہئے ، چنانچہ انہوں نے مسلمانوں کے "حلیف" بنے کا راستہ اختیار کیا ، تہذیب ، تمدن ، معاشرت اور ثقافت کے عنوانات کے تحت خواہ مخواہ تصورات اور الحاد ، دہریت و نظریات اور فاسقانہ اعمال و افعال ، اس طرح اس امت پر حملے کئے کہ اس کی بڑی اکثریت اسلامی تصورات اور اسلام کے اصول حلت و حرمت ہی کو فراموش کر گئی اور خود مسلمانوں میں ایک عظیم تعداد ایسے بے دین اور ملحد افراد کی پیدا ہو گئی جو اسلام کے اصولوں کی خلاف ورزی یا مخالفت کرنے ہی کو "کامیاب زندگی" تصور کرتی ہے اور اس وقت صورت حال یہ ہے کہ مسلمانوں کے جو افراد اور عناصر اس قدیم اور صحیح اسلام کے علمبردار ہیں جو عقیدے کی بنیاد پر انسانوں کی تقسیم کرتا ہے وہ کفار اور مسلمانوں کو ایک دوسرے کا حریف تصور کرتا ہے جو عریانی ، بے حیائی ، ناجائز لذات اور اصول حلت و حرمت کے خلاف مشاغل و تفریحات کو ناجائز قرار

دیتا ہے اور جو مادی لذات و خواہشات پر روحانی تقاضوں اور دنیوی منافع پر اخروی فلاح کو ترجیح دیتا ہے ، ہمارے مترفین اور اصحاب وسائل کی اکثریت کی خواہش یہ ہے کہ اس اسلام کی دعوت دینے والوں پر عرصہ حیات تنگ کیا جائے ، انہیں وسائل زندگی سے محروم کر دیا جائے اور انہیں بے اثر بنانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جائے ۔

اس ذہنی اور عملی عاریت کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ پچھلے ساٹھ سو برس سے بالعموم اور حالیہ دو سو برس میں بالخصوص اسلامی سنگینیں ، مسلمانوں کے سینے میں پیوست ہوئی ہیں ، مسلمانوں کا خون مسلمانوں ہی کے ہاتھوں بہا ہے اور مسلمانوں کی قوت نے مسلمانوں کے ضعف کا سامان مہیا کیا ہے ۔

سادساً پورا عالم اسلام کسی ہمہ گیر منصوبہ بندی اور کسی مقصدی نقشہ کار کے بغیر زندگی گذار رہا ہے ۔ ہماری تگ و دو زیادہ سے زیادہ ، اچھی سڑکوں ، خوبصورت عمارتوں ، عریانی کو ہوا دینے والی بلڈنگوں ، عام ضروریات مہیا کرنے والی ملوں اور کارخانوں ، غرض خود کفیل بنانے والے ایسے منصوبوں تک محدود ہے جو امت کے افراد کو کم کرنے اور وسائل کو ان محدود افراد کے لئے کسی نہ کسی حد تک مہیا کرنے کی تگ و دو ہی کو حاصل زندگی سمجھتے ہیں ۔ اس کے برعکس تمام اقوام کفار ایک باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت اپنی پالیسیوں کو ترتیب دیئے ہوئے ہیں جن میں سرفہرست اس قوم کی پامالی ہے جس کے افراد میں "اہمیت جسد واحد" آئی ہے ۔ وہ نقشہ عالم کے ہر اس منطقہ کی پرچھائیں رکھتی ہے جس پر مسلمان اکثریت میں بستے ہیں ، خواہ یہ مسلمان اسلام سے انحراف کر کے اشتراکیت مغربیت اور صریح طور پر غیر اسلامی نظام زندگی کو قبول کرنے کا اعلان کر چکے ہوں اور انہوں نے اپنی اجتماعی زندگی کی ترتیب جاہلیت جدیدہ کے حسب منشا کی ہو اسلامیان عالم کے ضعف و اضمحلال اور ان پر کفار کے غلبے کے دوسرے بھی اسباب ممکن ہیں ، لیکن یہ اسباب جن کی جانب ہم نے اشارہ کیا ہے ، یہ وہ بنیادی اسباب ہیں ، جن کے باعث ہم بحیثیت ملت ، ذلیل و زبوں حال ہیں اور کفار عالم خواہ وہ اشتراکیت کے علمبردار ہوں یا مغربی استعمار کے نقیب ، سبھی ہم پر غالب ہیں اور ہم انہی کے ہاتھوں زخم کھانے اور ان کے پالتو عناصر سے شکست کھانے کے بعد انہی سے نصرت طلب کرتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کے سوا ہمارا ملجا و ماوی کوئی نہیں ہے ۔

اس المناک صورت حال میں کوئی تبدیلی اب تک نہیں ہوئی ورنہ تھا کہ جنگ عظیم اول (۱۹۱۴ - ۱۹۱۹) جنگ عظیم ثانی (۱۹۳۹ - ۱۹۴۵) اور ان کے بعد ۱۹۴۵ء سے اب تک جبکہ انڈونیشیا برصغیر ہند و پاک ، الجزائر ، مراکش ، مصر اور دوسرے متعدد ممالک ڈچ ، فرانسیسی اور برطانوی استعمار سے آزاد یا نیم آزاد ہوئے اور ان کی آزادی کے بعد ان اقوام نے انہیں ثقافت و تہذیب سے دفاع اور خوباک

ملک میں انہیں اپنا دائمی غلام بنایا ، ہماری ہوش کی آنکھ نہیں کھلی اور بدستور ان کی آقائی کو اپنی زندگی کا واحد سہارا خیال کئے ہوئے ہیں ۔

ان حالات میں اگر صدر ناصر کو روس سے اور شاہ حسین کو امریکہ سے اتنے اسلحے مل سکیں جو اسرائیل کے مقابلہ کے لئے ناگزیر شرط کی حیثیت رکھتے ہیں اور اسرائیل ، مصر ، اردن اور دوسرے عرب مسلم ممالک کی اس کس مپرسی اور اپنے ہاں ضرورت سے کہیں زیادہ امریکی ، روسی اور فرانسیسی اسلحہ کے ڈھیر دیکھ رہا ہو اور بھارت کے تعاون سے اس کے ہاں جدید ترین اسلحہ تیار کرنے والے کارخانے بھی قائم ہو چکے ہوں ____ اور وہ یہ بھی دیکھ رہا ہو کہ

(۱) امریکہ اور روس کی ملی بھگت کے باعث ، سلامتی کونسل اولاً تو اظہار حق کی جرأت نہیں رکھتی ثانیاً اس نے جو ادھورے فیصلے کئے ہیں انہیں اسرائیل نے پاؤں تلے روند ڈالا لیکن اس کے باوجود اسے امریکہ اور روس دونوں کے ہاں سے بھرپور مدد مل رہی ہے ۔

(۲) عرب ممالک سر توڑ کوشش کے باوجود اتنی مدد حاصل نہیں کر سکے جو ان کے لئے اسرائیل کے بالمقابل میدان میں لانے کے لئے ناگزیر ہے ____ اور

(۳) اتنی ذلت و رسوائی اور تباہی و بربادی کے باوجود عرب مسلم ممالک نہ آپس میں متحد ہو سکے نہ انہیں ایک دوسرے پر اعتماد حاصل ہوا نہ ان ممالک میں اندرونی انقلابات کا چکر ختم ہوا ____ اور نہ ان ممالک میں زمین و آسمان کے خالق و مالک اور فتح و نصرت کے حقیقی بخشندہ خدائے ذوالجلال کی جانب رجوع کا احساس پیدا ہوا ۔

تو اسرائیل یہ سمجھنے میں کیوں حق بجانب نہیں کہ عرب ممالک آج نہیں تو کل بالآخر بڑی قوتوں کے جبر اور حالات کے دباؤ کے تحت اسرائیل سے صلح پر آمادہ ہونگے ۔

آہ ! ہم سب کچھ دیکھنے کے باوجود کچھ نہیں دیکھ رہے اور ہم سب کچھ ضائع کر چکنے کے باوصف احساس زیاں سے محروم ہیں ۔

اللہم الیک نشکوا ضعف قوتنا و قلۃ حیلتنا وھواننا الی الناس ۔

# چند اہم باتیں

## بسلسلہ لائل پور میں نئے فتنے کا آغاز

- لائل پور میں نئے فتنہ کا آغاز
- محترم صاحبزادہ سید اشتیاق الحسن کا مکتوب
- مذہبی امور کمیٹی کا احیاء کیسے ہو؟
- ماہنامہ "سعادت" کی خبر
- "سعادت" اور دیوبندی گروہ

[illegible]

مذہبی امور کمیٹی کا احیاء

[illegible]

والسلام

مخلص صاحبزادہ سید اشتیاق الحسن

[illegible]

دیے مرتبہ جیانی کی تعلیم پورے ہوتے رہے جہ ، دو فریقین کو پاکیزہ اور خوشگوار فضا کے مواقع میسر آئے ——— مثلاً مذہبی امور کمیٹی نے

(۱) فیصل آباد کی مختلف آبادیوں میں مساجد کے جھگڑوں کی عادلانہ تقسیم

(۲) مساجد پر جابرانہ قبضہ و تنازعات کے حل پر اتفاق رائے۔

(۳) نفرت انگیز تقاریر کے سدباب

(۴) مذہبی جو درجیت کے استیصال

(۵) تمام مذہبی فرقوں اور عناصر کے مابین مشترک مجالس اور جلسے منعقد کرانے

(۶) فرقہ وارانہ مذہبی تقریبات میں اعتدال اور توازن پیدا کرنے

(۷) مخرب اخلاق اقدامات کو میونسپل اور باہمی اعتماد کے بغیر باہمی تعاون سے ختم کرانے ——— اور

(۸) حکام اور دینی طبقات کے مابین پیدا شدہ تنازعات کے حل اور بعض نازک ترین مواقع پر مصالحانہ اقدامات کی صورت میں قابل رشک خدمات انجام دیں۔

مذہبی امور کمیٹی اور مجلس اصلاح معاشرہ کے ان کارہائے نمایاں ہی کا نتیجہ تھا کہ آج سے تقریباً تیس سال قبل کمشنر ڈویژن سرگودھا اور ڈی آئی جی صاحبان نے منعقد ہوا تو پہلی مجالس کے ارکان سے از خود رابطہ قائم کیا اور اسی ڈویژن میں پیش آمدہ دینی اور سماجی مسائل پر ان سے تبادلۂ خیال بھی کیا اور باہمی تعاون کے لئے تجاویز مرتب کیں۔

لیکن اس مفید و عظیم ادارہ میں جہاں بعض خوبیاں نمایاں تھیں ——— وہاں وہ عنصر بھی داخل ہو جاتا ہے ان کے خلاف مصروف سازش تھے لیکن تو بعض مذہبی افراد جن کی نشو و نما ہی تعصب اور باہمی منافرت کے ماحول میں ہوئی تھی اور وہ شر انگیزی کے ماحول میں اپنے لئے "تحفظ" محسوس کر رہے تھے۔ انہوں نے عدم تعاون سے کام لیا۔ بعد ازاں تک اس ادارے کی مخالفت کی، ثانیاً بعض ایسے سیاسی افراد جن کی زندگی مرہون منت ہے ہر کار و بار میں آگ لگانے کی، وہ انہوں نے یہ دیکھ کر کہ اب ان کا صورت حال بھی نہیں رہا اور وہ مسائل و واقعات سے بھی دور رہے تو ادارہ سعادت کا سکہ ... حکام پر بھی چلنے لگا تو اس ادارہ کو منہدم کرنے کی کوشش کی ... مذہبی امور کمیٹی ان مسائل کو ایک دوسرے پر عزت سے حل کر دیتی ہے تو انہوں نے بھی اس کے خلاف سازشیں شروع کیں ...

... نتیجہ ان سب مساعی کا یہ نکلا کہ مفید اور معمول الفرصہ ادارہ اس کمیٹی کی تحریک ٹوٹ گیا، تحلیل ہو کر درہم برہم کر دیا گیا۔

اب یہ مسائل کیسے ہوں ——— ؟ ہمارا خیال ہے کہ اب حکام چاہیں تو دینی ادارہ کے حضرات جو دینی شعور سے بہرہ ور ہیں اور جن کا ذریعہ معاش فرقہ واریت نہیں، جو "بین المذاہب فرقہ واریت" کو فتنہ سمجھتے اور قرآنی اصطلاح میں اسے "اشد من القتل" تصور کرتے ہیں، اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے وافر دینی بصیرت سے بہرہ ور فرمایا ہے، یہ بات ان پر دینی اور ملی فریضہ کی حیثیت سے واجب ہے کہ وہ از خود آگے بڑھیں۔ اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے فوری کارروائی کریں۔ مثلاً ہر مذہب کے نام پر فساد برپا کرنے، منافرت، اشتعال انگیزی اور تمام کے سدباب کی تجاویز مرتب کریں، مثبت اقدامات، باہمی مشاورت اور تعلقات کے قیام، مشترکہ دینی امور میں ایک دوسرے سے تعاون، شہری زندگی میں پیش آمدہ مسائل کو حل کرنے کے لئے لائحہ عمل ترتیب دے کر اس پر عمل پیرا ہوں اور جو امور حکام سے متعلق ہوں، بحیثیت دینی نمائندہ جماعت کے وہ اپنے فریضہ سے عہدہ برآ ہوں ——— اور اگر اس اثناء میں انتظامیہ، حکام ضلع و کمشنری کو توفیق دیں تو یہ کام اور بھی آسان ہو جائے گا۔ اور ہماری رائے یہ ہے کہ اگر اس طرح ——— علماء اور حکام ——— کے تعاون سے مثبت اور تعمیری اقدام ہو تو بفضلہ تعالیٰ اس کے نتائج پہلے ——— سے زیادہ خوشگوار اور ثمر آور ہوں گے۔

ہم اس سلسلہ کی بعض تجاویز یہاں زیر بحث لانا مفید خیال نہیں کرتے، البتہ کوئی مشترکہ مجلس، کمیٹی یا جب بحث سے بلائی گئی تو یہ گذارشات وہاں پیش کی جائیں گی۔

## کچھ انجمن اسلامیہ کے بارے میں

ہمارے زیر بحث اداریہ کے ضمن میں ایک بات ہم تک یہ پہنچی ہے کہ اس اداریہ کے بعض جملوں سے یہ تاثر مترشح ہوتا ہے کہ ہم نے "انجمن اسلامیہ" فیصل آباد کے خلاف تاثر عام کرنے کی کوشش کی ہے۔ بایں طور کہ جامع مسجد کچہری بازار سے "بریلوی افکار" رکھنے والے فرقے کے قبضہ کو تسلیم کرنے کے سلسلے میں ہم انجمن اسلامیہ کو بھی ذمہ دار قرار دیتے ہیں۔

ہم یہاں اس غلط فہمی کو دور کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

"انجمن اسلامیہ" ہمارے نزدیک مسلمانان فیصل آباد کی مشترکہ انجمن ہے اس کی کسی پالیسی اور اقدام یا تجویز سے اختلاف ہو سکتا ہے اور کسی ممبر یا ذمہ دار کے طرز عمل پر تنقید بھی کی جا سکتی ہے، لیکن بحیثیت ایک ادارہ کے اس انجمن نے مرحوم و مغفور حکیم نور الدین اور شیخ محبوب الٰہی صاحب اور محترم و مکرم ڈاکٹر غلام رسول چیمہ صاحب مرحوم کی زیر قیادت، بہت سے اچھے کام انجام دیئے ہیں۔ "مسلم یتیم خانہ" اور متعدد تعلیمی ادارے اس انجمن کے حسنات میں شمار ہوتے ہیں۔ انجمن کا ماضی اچھی خدمات کا حامل ہے اور اس وقت بھی انجمن مفید امور انجام دے رہی ہے۔ اس کے علاوہ بعض منتظمین کا ذکر بھی ہم نے کیا ان سے تعلق خاطر کے باعث اس امر کا تو کوئی امکان ہی نہیں کہ ہم "انجمن اسلامیہ" کے بارے میں کسی قسم کا ناپسندیدہ تاثر دیں ——— نیز یہ کہ ہمارے نزدیک انجمن کا دائرہ کار کسی حد تک محدود ہونا چاہیئے اور کون سے ادارے یا مراکز ایسے ہیں جن کا انجمن کے زیر انتظام جانا قرین مصلحت نہیں، یا کس درجہ حیثیت کو مستلزم ہے ... اس لیے اداریہ سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہمیں انجمن اسلامیہ جیسے مفید ادارے کے خلاف تاثر دینا ہے۔

اسی طرح زیر بحث دوسرا مسئلہ جو پالیسی اور نزاعی امر اگر انجمن اسلامیہ کا کوئی رکن یا عہدہ دار اس میں دلچسپی لیتا ہے۔ اور ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں تو اس کا مطلب بھی ہرگز نہیں ہے کہ ہم انجمن اسلامیہ کے خلاف اظہار رائے کر رہے ہیں، کارکنوں کے انفرادی حیثیت سے کئے گئے کام کی ذمہ داری انجمن پر نہیں ڈالی جا سکتی ——— ہم متوقع ہیں کہ اس وضاحت کے بعد اس قسم کی غلط فہمیوں کا سدباب ہو جائے گا۔

## مدیر سعادت سے !

روزنامہ "سعادت" نے "المنبر" کے اداریہ کی خبر میں اظہار رائے کیا ہے، بہر حال اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ... نے پہچاننے کی کوشش کی ہے، تاہم انہوں نے بعض غلط باتیں بھی کی ہیں۔ مثلاً یہ کہ انہیں اس بارے میں محمود خیال کرتے ہیں، رہا یہ کہ ہمارے اداریہ سے "دیوبندی، بریلوی، جھگڑوں کے بیچ نزاع کا خطرہ ہے اور اس کی وجہ سے متعلق خبر نگاری یا تبصرہ نگار، بریلوی مقتدی، اہلحدیث کے عوام" کو خاطر ... علاوہ ازیں "المنبر" کے اداریہ پر تبصرہ کر رہے ہیں اور حیرت کا اظہار کیا ہے ... سرپرستی کی اشاعت پر بریلوی مکتب فکر کو ملوث کرنے کی کوشش کی گئی ہے اس مکتب کے خلاف اپنی دیرینہ پسماندگی اور غیر منصفانہ ذہنیت کا مظاہرہ کیا اور یہاں وجہ دیوبندی اور بریلوی کشیدگی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے یہ ادارہ سعادت۔

محترم یہ عرض کریں گے کہ ہمارے اداریہ سے یہ نزاع پیدا ہوتا ہے یا نہیں، اس پر تو بعد میں غور کیجئے، سر دست اس پر توجہ فرمایئے کہ آپ نے "سعادت" ——— کے دو اداریوں میں جس انداز سے دیوبندی حضرات کو گردن زدنی قرار دیا ہے اور جس طرح حکومت پاکستان کو ان کے خلاف اکسایا ہے، کیا اس سے دیوبندیوں اور بریلویوں کے مابین تعلقات کی خرابی کا احتمال تو نہیں ——— ؟ قارئین متحدہ دیوبندی اور بریلوی بھی اظہار خیال کریں گے، انشاء اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ محترم مدیر سعادت جناب الحاج ناسخ سیفی صاحب سے ایک استفسار کرتے ہیں اور وہ یہ ——— کہ ہمیں بعض مجالس میں آپ کی اپنی گفتگوؤں سے یہ پتہ چلا ہے کہ زیر بحث "پوسٹر" کا ناشر کون ہے؟ اس سوال کا جواب آپ کے پاس موجود ہے۔ اور یہ امانت کہ پاکستان کے قانونی طباعت کی دھجیاں کس نے اڑائی ہیں بھی ہیں۔ یہ امانت بھی آپ کے ہاں محفوظ ہے۔

اب پوسٹر کے مصنفین اور ناشرین بقول آپ کے سب سے پہلے آپ کا ... پریس میں اسے چھپوانے آئے تھے۔

تو کیا آپ دیانتداری اور ان کے اسماء گرامی سے پردہ اٹھا کر بریلوی حضرات کی قدیم انجام نہیں دیں گے، وہ آپ ان حضرات کو بے نقاب کرکے اخلاقی ... جرم کو بند کرنے میں تعاون فرمائیں گے؟ ہم آپ کے جواب باصواب کے منتظر۔

رہا یہ کہ ہم نے بریلوی مکتب فکر کے خلاف اپنی دیرینہ پسماندگی اور غیر منصفانہ ذہنیت کا مظاہرہ کیا تو ان "اپنے الفاظ" کا جواب ہی الواقعہ ہمارے بس کا نہیں ہے، ہم بحمد اللہ بھی تحریف و دشنام طرازی پہلے مفتی سیاح الدین صاحب کے خلاف پوسٹر "سعادت" نے اسی اداریہ کی خبر میں نیز بھی لکھا ہے کہ

"فاضل مدیر (المنبر) اگر فی الحقیقت امن پسند ہوتے تو انہیں اس وقت قلم کو اٹھانا چاہیئے تھا جب مفتی زین العابدین صاحب کے رفقاء نے اپنے ہی مکتب فکر کے ایک عالم دین اور بزرگ مفتی سیاح الدین

(باقی صفحہ پر)

از استاذ سید محمد نوح
ترجمہ: مولانا محمد عبدالغفار [illegible]

سلسلہ داعی الی اللہ کی صفات
(۳)

# داعی اور دعوت کا فہم

## دو مقاصد کے مابین تذبذب

اب ہم اپنے اس سوال کو دوبارہ دہرانا چاہتے ہیں کہ ہم دو مقاصد میں کیونکر تمیز کریں کہ ان دونوں پہلوؤں سے کون سا فہم ہمارے لئے درست ہے؟ اس کے لئے ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ یہ بات واضح ہو سکے کہ ایک طرف ان میں سے مقصد کا علم، جس کو انسان خود پسند کرتا ہے کہ ان کے دل کو لگتا ہے جبکہ حضرات اس پہلے مقصد سے پرہیز کرتے ہیں جس کا انکار خود دل کرتا ہے اور وہ بدترین نقص ہے جس میں کوئی انسان مبتلا ہو سکتا ہے اور اس سے بھی بدتر یہ ہے کہ نفس اسی پر رضامند ہو کر رہ جائے اور اس کو بدلنے کی ضرورت محسوس نہ کرے۔

غالباً سب سے عمدہ مثال پیش کرنے والے واقعات کی فہرست میں یہ واقعہ گزرا ہے کہ خلفائے راشدین کے دور کے مشہور شاعر حطیئہ نے زبرقان بن بدرؓ کی ہجو کی اور ان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا کہ

دع المكارم لا ترحل لبغيتها
واقعد فإنك أنت الطاعم الكاسي

شرافت کے اونچے کاموں کو چھوڑ دو اور ان کو طلب کرنے کی کوشش نہ کرو کہ تو صرف کھانے کھلانے اور پہننے پہنانے کے قابل ہے۔ زبرقان نے یہ شعر سن کر بہت غضبناک ہو کر امیر المؤمنین عمرؓ بن خطاب سے حطیئہ کی شکایت کی۔ حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص شاعر حسان بن ثابتؓ سے اس شعر میں ہجو کی موجودگی کے متعلق سوال کیا۔ یہاں یہ خیال نہ ہونا چاہئے کہ حضرت عمرؓ شاعری سے کوئی علاقہ نہ رکھتے تھے۔

حضرت حسانؓ کا جواب یہ تھا کہ اصل معاملہ مجھ سے مخفی نہیں رہ گیا ہے۔ بلکہ فحش سے فحش تر ہجو بھی اس کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ شاعر نے تو حضرت زبرقانؓ پر کیچڑ اچھال کر رکھ دیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے اس پر حطیئہ کو ایک سال قید میں رکھنے کا حکم دے دیا۔ اب ذرا اس شعر پر نگاہ ڈالئے تو نہ ہی اس شعر میں باپ دادا پر کیچڑ اچھالا گیا ہے اور نہ کسی کی آبرو پر طنز و تعریض کی گئی ہے، لیکن پھر بھی حضرت حسانؓ کی تشریح کے مطابق یہ شعر ہجو سے بڑھ کر ہے۔ حطیئہ نے زبرقانؓ کو کہا ہی کیا ہے؟ صرف یہ کہ وہ اچھے اور بلند کاموں کے کرنے کی کوشش نہ کریں اور نہ ہی وہ شرافت اور عزت بڑھانے والے کام کو حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو تکلیف دیں بلکہ وہ ان چیزوں کی ہمت نہ رکھتے اور [illegible] تو وہ اپنی حیثیت پر ختم کریں گے انہیں تو صرف کھانے پینے اور پہننے پہنانے سے

رہنا چاہئے کیونکہ ان کے علاوہ اس میں اور کام کرنے کی ہمت ہی نہیں پائی جاتی۔ عصری تعبیر میں گویا حطیئہ نے کہا کہ تو ساقط شخص صرف کھانے پینے اور پہننے کی شہوت میں غرق ہونے کے قابل ہے۔

اس قصے میں دو چیزیں ظاہر ہوتی ہیں۔

اول: حطیئہ اس بات سے باخبر تھا کہ زندگی دو مقاصد یا دو پہلو رکھتی ہے۔ ایک تو وہ پست مقصد ہے جو کمینہ صفت اشخاص کے لئے موزوں ہوتا ہے اور دوسرا وہ اعلیٰ و ارفع مقصد ہوتا ہے جس کی خاطر صرف اشراف ہی زندہ رہتے ہیں چنانچہ پہلی قسم کے لوگ صرف کھانے پینے اور پہننے اور اسی قسم کی دوسری شہوتوں کو پورا کرنے میں اپنی سعادت سمجھتے ہیں جب کہ دوسری قسم کے حضرات خیر و بھلائی کے کام کرنے اور درجات فضیلت پر چڑھنے ہی میں اپنی خوش بختی مضمر سمجھتے ہیں۔ حضرت عمرؓ کا سنہری دور اسی مقصد کا حامل تھا۔

اس قصے سے دوسری بات یہ سمجھ میں آتی ہے کہ اس وقت عوام و خواص کے دلوں میں یہ شعور جاگزیں تھا کہ ان دونوں مقاصد میں ایک عظیم فرق ہے چنانچہ کوئی بھی شخص شہوت رانی کا شکار رہ کر اس قسم کی عادت سے ملوث ہونا پسند نہ کرتا تھا۔ حطیئہ نے اسی شعور کو بھانپتے ہوئے اپنے حریف کو ایسی سخت ضرب کا نشانہ بنایا یا حسانؓ کے کہنے کے مطابق ایک ایسا کیچڑ اچھال دیا جس کے نام سے شریف انسان کوسوں دور رہنا پسند کرتا ہے۔ یہ وہ دو نمایاں چیزیں ہیں جو اس قصے سے ظاہر ہوتی ہیں۔

عقل سلیم بھی یہ کہتی ہے کہ لوگوں میں اس وقت تک بگاڑ کا مادہ نہیں پیدا ہوتا جب تک کہ انہیں پست مقاصد سے نفرت اور اچھے مقاصد سے محبت کا شعور باقی رہتا ہے۔

لیکن ذرا سوچئے کیا آج کل لوگوں میں اس چیز کا ادنیٰ شعور بھی پایا جاتا ہے؟ اور اگر ہے تو آپ کے ماحول اور گرد و پیش میں کیا اس شعور کی کوئی بھی جگہ ہے۔

آپ اسی کسوٹی کے ساتھ لوگوں کو پرکھ سکتے ہیں۔ ذرا دیکھ تو لیجئے کیا آجکل لوگ کسی بلند مقصد کی خاطر جینا پسند کرتے ہیں؟ کام و دہن کو لذت پہنچانے کی خاطر تک وہ دو گھڑی بھی رہنا پسند کرتے ہیں؟ اس دور میں ایک غریب سے غریب آدمی تو صبح شام

مانگ پیش کرنے اور پیسے سے اچھا لباس پہننے کی کوشش میں سرگرداں نظر آئے گا۔ آپ سے اور غریب بے شمار تاجر اور دکاندار پیشے ہیں، سرکاری اور غیر سرکاری ملازمین کا بھی یہی حال ہے۔ مزدور پیشہ طبقہ کی بھی کمی نہیں۔ ذرا انہیں دیکھئے اور پھر اپنے نفس سے پوچھئے کہ کس بلند مقصد کی خاطر ان کے دل و دماغ دن رات سوچ بچار میں مشغول رہتے ہیں؟ اپنے جہد عمل میں یہ کس فضیلت کے متلاشی ہیں؟ رات دن کس اعلیٰ معاشرے کی خاطر ان کے ہاتھ پاؤں حرکت میں ہیں؟ شہر کے کسی چوک کے بیچ میدان میں کھڑے ہو جائیے اور پھر اپنے پاس سے گزرنے والے مردوں، عورتوں، جوانوں اور دوشیزاؤں کی حرکات و سکنات پر غور کیجئے اور پھر اپنے دل سے سوال کیجئے کہ یہ لوگ کس فکر میں ہیں؟ کونسی چیز ان کے قلب و دماغ پر حاوی ہے؟ ان کے خیالات کا مرکز و محور کونسی ذات ہے کس چیز کی خاطر ان کے پاؤں رواں دواں ہیں؟ سوچئے اور غور کیجئے کیا کھانے پینے اور پہننے کے سوا کوئی اور چیز بھی ہے؟ پراگندہ افکار اور منتشر خیالات کے سوا کوئی فکر اور بھی ہے؟ ظاہری سطحی اور بدنی خواہشات کو پالینے کے سوا کیا کوئی مقصد اور بھی ہے؟!

کوئی دوست آپ سے ہمکلام ہوتے ہوئے اپنے اوپر خدا تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کے احسانات میں یوں رطب اللسان ہے "میں اس دنیا سے اور کیا چاہوں؟ بفضل خدا اچھا کھاتا ہوں، اچھا پہنتا ہوں، اچھا رہتا ہوں۔ بافراغت زندگی بسر ہو رہی ہے اور اس کے سوا میرا اس دنیا میں اور کوئی سوال نہیں۔ اور کیا ابن آدم ایسی آرام دہ زندگی کے سوا اس دنیا سے کچھ اور حاصل بھی کر سکتا ہے؟"

مجھے بتائیے اگر آپ اپنے اس دوست سے یہ کہیں کہ زندگی کا صرف یہی ایک مقصد تو بڑا معیوب ہے؟ تو کیا وہ زبرقانؓ کی طرح جھلا جائے گا اور حاکم کے پاس آپ کو گھسیٹتا ہوا لے جائے گا؟ کیا وہ یہ دیکھتے ہوئے کہ اس دنیا میں آدمی اپنی شرافت سے نہیں بلکہ اپنی دولت سے ناپا جاتا ہے، یہ کچھ کر دکھائے گا؟

نہیں! ہرگز نہیں! اس کے ماتھے پر ایک بل بھی نہ آئے گا۔ نہ ہی وہ حاکم وقت کے پاس آپ کا شاکی ہوگا۔ اگر وہ غضبناک ہوگا بھی تو صرف اس وجہ سے کہ آپ نے اس کے مسلک زندگی کو معیوب ٹھہرایا ہے اور اس کی رائے کی مخالفت کی ہے۔ وہ ایک فلسفی کی طرح آپ کو بیوقوف بناتے ہوئے سمجھائے گا کہ آپ عقل کے کورے ہیں، زندگی کے حقائق کو سمجھنے سے بیگانہ [illegible] ہیں اور آپ ایک خیالی دنیا میں بستے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ یعنی اس کے غصہ کا باعث صرف یہ چیز ہوگی کہ آپ نے اس کی مستحسن ٹھہرائی ہوئی چیز کو معیوب ٹھہرایا ہے۔ اور اگر آپ نے دین کے متعلق کچھ بات چھیڑ دی تو وہ کتاب اللہ کی الٹ پلٹ تاویل کرتے ہوئے اس قسم کی آیت سے آپ پر حجت قائم کر دے گا۔ (باقی [illegible])

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۔

کہہ دیجئے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے بندوں کے لئے نکالی ہوئی زینتوں اور کھانے پینے کی اچھی چیزوں کو حرام ٹھہرایا۔

غرض اسی طرح قرآنی آیات کے اصل مقصد سے لاعلمی برتتے ہوئے وہ اپنی جہالتوں کی ایک دیوار آپ کے سامنے چن دیگا ...... تعجب تو اس امر پر ہے کہ جو شخص زینت اور کھانے پینے کی اچھی چیزوں کے لئے یوں بیتاب ہے وہ اسی قرآن کریم میں جا بجا دوسرے بلند تر یا اعلیٰ مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اپنے دل میں معمولی سی خلش بھی محسوس نہیں کرتا۔

ہمیں اس سے انکار نہیں کہ بیشتر افراد زندگی کے اصل، اعلیٰ وارفع مقصد کو خوب جانتے ہیں اور ان کے نزدیک اس کی اہمیت مسلم ہوتی ہے۔ ...... میری اس گذارش پر کوئی صاحب غلط نہ سمجھیں کیونکہ آپ کے فلسفی ساتھی انکار اور مخالفت کا جو طوفان کھڑا کر چکے ہیں وہ صرف اس حقیقت کے تحت ہے جو کہ آپ کے ایک عیب کی وجہ سے ظہور پذیر ہوتا ہے یعنی وہ آفت ہے جس کی بناء پر یہ حضرات کسی ایک راستے پر ثابت قدم نہیں رہ سکتے جہاں جو وہ مختلف مقاصد میں ہمیشہ مذبذب رہتے ہیں۔

○ **سنتے ہیں لیکن!**

لوگوں کو ان صاحبوں کے کارنامے سنائیے جو کہ فقر و فاقہ کی حالت میں بھی کسی سائل کو خالی ہاتھ نہ لوٹاتے تھے۔ بہادروں اور حق گوئی کے سرچشموں کی کہانیاں سنائیے اُن لوگوں کی سیرت کے واقعے سنائیے جنہیں حق کی راہ میں مال اولاد اور وطن کی بالکل پرواہ نہ ہوتی تھی جو کہ راہ خدا میں اپنا تمام مال لٹا دیتے تھے یہاں تک کہ اپنے بیوی بچوں کے لئے گھر میں کچھ بھی نہ باقی رہتا تھا اور جب ان سے پوچھا جاتا کہ تم نے اپنے بچوں کے لئے کیا کچھ چھوڑا ہے تو وہ یہ جواب دیتے تھے "خدا اور خدا کا رسولؐ"۔

خدا کے ان شیروں کا ان سے تذکرہ کیجئے جنہوں نے عدل و انصاف اور حریت و مساوات کی تابناک مثالیں قائم کیں، راہ حق میں بے مثال قربانیاں دیں اور باطل کو شکست دینے کے لئے اپنی پوری پوری توانائیاں صرف کر دیں۔

خدا کے ان مخلص سپاہیوں کے متعلق بات چیت کیجئے جنہوں نے اپنی تمام زندگی تلخ حقائق میں بسر کی اور دنیا کی طلب کو حق کی تابانیوں سے درخشندہ و تاباں کر دیا ......

...... آپ ان لوگوں سے اس قسم کی تھوڑی سی بات چیت کیجئے آپ دیکھیں گے کہ سننے والے حضرات بڑے شوق سے آپ کی بات سن رہے ہیں، موقع بموقع داد دیتے جا رہے ہیں۔ [illegible] آنکھوں سے آنسو بھی جاری ہیں اور آپ یہ بھی محسوس کریں گے کہ ان کے دلوں میں ایک اعلیٰ وارفع مقصد کے لئے بڑی محبت اور ایک پست و گھٹیا مقصد کے لئے سخت نفرت پائی جاتی ہے......

لیکن کیا ان سے ماورا کچھ اور بھی ہے؟ کیا ان کے دلوں میں اس مقصد کو حاصل کرنے کی ذرا سی تڑپ بھی پائی جاتی ہے

*

جاتی ہے اور کیا انکی عقل بھی اسے اچھا مانتی ہے؟ کیا انہیں اس قسم کے محاسن و مکارم حاصل کرنے کیلئے کچھ بے قراری اور بے چینی پائی جاتی ہے؟ اور کیا وہ اس مقصد کی خاطر اپنی جان و مال اور شہوت و اولاد پر بھی لات مار دینے کے لئے تیار ہیں؟ یا کہیں ایسا تو نہیں کہ ان کے دل و دماغ برباد ہی طوفان کی تند و تیز موجیں چھا گئی ہوں اور ان کا دل اخلاق و احسان اور دوسرے مکارم کے وجود سے بالکل خالی ہو گیا ہو؟

○ **مزعوم فضائل**

اس سے پہلے کہ میں ان سوالات کا جواب دوں، اور یہ کہ اس کا سرچشمہ (یعنی یورپ) میں ان فضائل کی حقیقت سے پردہ اٹھانا چاہتا ہوں جن کے وہاں ہونے کا بڑے شد و مد سے دعویٰ کیا جاتا ہے یہ حقیقت ہے کہ وہاں احسان کرنے والے جانتے ہیں ایثار بھی معدوم نہیں ہے، مساوات، حریت اور عدل کا نام بھی لیا جاتا ہے، شجاعت سے بھی وہ لوگ عاری نہیں خطرات میں کود پڑنے سے بھی نہیں گھبراتے کسی کی جان بچانے کی خاطر خون کی قربانی دینے سے بھی گریز نہیں کیا جاتا، وقت پر محنت قربان کر دینے سے بھی دریغ نہیں، بلکہ کسی ذاتی منفعت کا خیال رکھے بغیر تمام عمر بحیثیت نرس گزار دی جاتی ہے اور یہ نہیں ہے کہ علاوہ دوسرے فضائل سے بھی مغرب کوئی خالی نہیں۔ (باقی آئندہ)

مولانا عبد اللہ خان نصر علیگ

# افضل الجہاد کلمۃ حق عند سلطان جائر

## ظالم بادشاہ کے روبرو حق بات کہنا سب سے افضل جہاد ہے

آئین جوانمرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

دو صف مسلمانوں کا طرۂ امتیاز تھا۔ تاریخ اسلام حق گوئی کے واقعات سے بھری پڑی ہے اور اسلامیوں کے ہاں دور میں مسلمانوں کی اس ادائے خاص پر شاعر عدل ہے۔ حضرت ظفر الملت مولانا ظفر علی خان فرماتے ہیں :-

نکل جاتی ہے سچی بات جس کے منہ سے مستی میں
فقیہ مصلحت بیں سے وہ رند بادہ خوار اچھا

اور کسی وقتی مصلحت کے تحت جو اظہار حق سے جو گریز کرے اس کے متعلق اور [illegible] بھی سن لیجئے۔

[illegible] مصلحت وقت پہ [illegible]
[illegible] نہ دے [illegible] پہ ملامت بار کر

حجاج بن یوسف کی سفاکی سے کون واقف نہیں اور اس سے زیادہ ظالم اور کون ہو سکتا ہے۔ ایک تو [illegible] کے نوجوان ایک روز بیٹھے اپنے قبیلے کے مفاخر بیان کر رہے تھے۔ ہر شخص دوران گفتگو کہہ رہا تھا کہ ہمارا امیر بہتر ہے، ایک شخص اٹھا اور اس نے کہا کہ میرے قبیلے کو جملہ قبائل قریش پر فوقیت حاصل ہے۔ جب اس کا ثبوت طلب کیا گیا تو اس نے جواب دیا کہ ظلم اور ظلم دونوں اوصاف میں انتہا پسند ہیں یہ دو ترتیب [illegible] ہم اپنے قبیلے کے دو شخص اللہ کے حضور پیش کریں گے ایک عمر و بن عبد بالد بن ربیعہ اور دوسرا ظالم جو ظلم کی حد کو پہنچا ہوا حجاج بن یوسف۔

[illegible]

اس کے بعد حجاج ایک مرتبہ پھر فوج کی تنخواہوں میں کمی کا ارادہ ظاہر کیا تو پھر عبد اللہ بن جارود نے اسے ٹوکا جس سے بات بڑھ گئی اور انجام کار اس حق گوئی کی پاداش میں اس مجاہد کو حجاج کی محافظ فوج کے ایک سپاہی نے تیر کا نشانہ بنایا جس سے اسے شہادت کا جام نوش کرنا پڑا اور وہ جاں بحق ہو گیا۔

عبد اللہ بن جارود اس کی بد بختی سے بے خبر نہ تھا مگر اس نے اپنی زندگی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس ظالم کے حکم کو غلط قرار دیا جس نے بیس سال کے اندر محض غصہ کی بناء پر ایک لاکھ بیس ہزار انسانوں کا خون بہایا۔

شامت اعمال ماصورت نادر گرفت

کوفیوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بے وفائی اور دغا بازی کی تھی قدرت نے اس کی سزا عراق پر حجاج بن یوسف کے تسلط کی صورت میں دی۔ جس نے ان کو ایسی اذیتیں دیں کہ ان کے چھکے چھڑا دیئے اور ان کی عورتیں اور بیٹیاں [illegible]۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے

# عالم اسلام شدید اور نازک مراحل سے گذر رہا ہے! (مولانا عبد الغفار حسن)

## ہر قسم کی گروہ بندی اور فرقہ واریت سے الگ رہتے ہوئے اسلام کی خالص تعلیمات کو عام کیا جائے (مولانا عبد الرحیم اشرف)

جامعہ تعلیمات اسلامیہ لائلپور کے اجلاس عام سے مولانا عبد الغفار حسن صاحب استاذ الحدیث مدینہ یونیورسٹی (مدینہ منورہ) اور مولانا عبد الرحیم اشرف کا خطاب

صوت الجامعہ

لائلپور ۔ ۲۰ جولائی ۔ جامعہ تعلیمات اسلامیہ لائلپور میں ایک عظیم الشان اجتماع سے عالم اسلام کے مسائل اور ان کا حل کے عنوان پر خطاب کرتے ہوئے مدینہ یونیورسٹی کے استاذ الحدیث مولانا عبد الغفار حسن صاحب نے فرمایا کہ عالم اسلام آج پہلے سے زیادہ نازک اور شدید مراحل سے گذر رہا ہے۔ ایک طرف صیہونیت کی ریشہ دوانیوں نے اسلام کے مقدس مقامات اور مسلمانوں کی عزت و آبرو کے تحفظ کے مسائل پیدا کر دیئے ہیں۔ دوسری جانب مسلم ممالک میں لادینی اور الحاد کی تحریکیں داخل ہو چکی ہیں۔ [illegible] پورا عالم اسلام آزمائش و ابتلاء کے دور سے گذر رہا ہے۔ اسلامی تعلیمات کی نشر و اشاعت کا کام جس وسیع درجے پر ہونا چاہئے اس کی طرف کوئی اجتماعی کوشش نہیں کی جا رہی۔ ہر اسلامی ملک میں نظام تعلیم ایسے افراد کو کار زار حیات میں آگے بڑھا رہا ہے جو روحانی اور اخلاقی اقدار کو [illegible] قرار نہیں دیتے۔

آپ نے عالم اسلام کے مسائل کی طرف عام مسلمانوں کو متوجہ کرتے ہوئے اس امر پر زور دیا کہ اسلام کی سربلندی اور باطل قوتوں کے مقابلہ کی ذمہ داری ہر مسلمان کا اجتماعی اور انفرادی فریضہ ہے۔ مولانا عبد الغفار حسن صاحب نے سرپرست جامعہ تعلیمات اسلامیہ نے مزید فرمایا کہ اسلام اپنا ایک مکمل اخلاقی و معاشرتی نظام رکھتا ہے۔ اسلامی عبادات و معاملات کا ایسا وسیلہ ہیں [illegible] کہ مسلمان اپنے مسائل کو کما حقہ حل کر سکتے ہیں۔ آپ نے واضح فرمایا کہ نماز اور زکوۃ کا اجتماعی نظام ہی دینی مشکل اور فعال صورت میں ہمارے مصائب اور مسائل کا یقینی حل ہے۔

مولانا عبد الغفار حسن صاحب جو چند روزہ قیام کے لئے مدینہ منورہ سے لائلپور تشریف لائے ہیں۔ مولانا عبد الرحیم اشرف صاحب مہتمم جامعہ تعلیمات اسلامیہ نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ باطل طاقتیں اسلام دشمن [illegible] آج عالم اسلام کو اپنے نرغہ میں لینے کی کوششیں کر رہی ہیں۔ لادینی تحریکیں داخلی طور پر اور اسرائیل اپنی جارحانہ کارروائیوں سے عالم اسلام کے لئے مشکلات پیدا کر رہا ہے۔ آپ نے مزید فرمایا کہ پاکستان میں خاص طور پر فرقہ واریت کا مسئلہ قابل توجہ ہے اور ہر قسم کی گروہ بندی سے الگ رہتے ہوئے اسلام کی خالص تعلیمات کو وسیع پیمانے پر پھیلانے کی ضرورت ہے۔

مولانا عبد الرحیم اشرف صاحب نے دعوت امت کو عالم اسلام کے مسائل حل کرنے کا اولین قدم قرار دیتے ہوئے اس امر پر زور دیا کہ مختلف فرقوں کو اپنے جزوی مسائل و افکار پر اسلام کے تحفظ کو ترجیح دینی چاہئے۔

# تقرير السنة الماضية

## "النادي العربي"

سكرتير ———— زاهد اشرف

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى

اما بعد: جامعة تعليمات اسلامية مدرسة جديدة بين المدارس الاسلامية بباكستان أسست هذه المدرسة لتعليم اللغة العربية كلغة حية ان هذا الهدف كبير من اهداف هذه المدرسة الوليدة ولقد نجحت بحمد الله الى حد كبير في هذا الهدف الكبير أصبح طلابها يفهمون العربية يقرءونها يكتبونها وينطقونها.

سادتي الكرام وأقراني الاعزة! هذا انجاح باهر لهذه المدرسة الصغيرة أصبحت العربية نفهم، نكتب وننطق كأنها لغة اصلية لنا وما هذا إلا لأن اساتذة "جامعة تعليمات اسلامية" مجدون جدا. هم يعملون ليل نهار وصباح مساء. هم يعلموننا ويربوننا تربية اسلامية بارك الله في سعيهم وجزاهم في الدنيا والآخرة.

سادتي الكرام وأقراني الاعزة! قد كنا في حاجة ماسة إلى حفلة ادبية نخطب فيها بالعربية، كما [illegible] نتمرن في الخطاب بالعربية فأسست حفلة عربية باسم "النادي العربي" في اليوم الخامس والعشرين في شهر يوليو سنة ست وستين تسع عشرة مائة ميلادية (١٩٦٦) المطابق سادس ربيع الثاني سنة ست وثمانين ثلاث عشرة مائة هجرية (١٣٨٦)

واليكم تقرير السنة الماضية للنادي العربي لأول مرة باختصار ـــ

كانت السنة الماضية الثانية من عمر "النادي العربي" ذات أحزان وأشجان. لأن "جامعة تعليمات اسلامية" بكارثة مؤلمة، جُرح فيها عدد من الاساتذة والطلاب، واستشهد الشيخ الاستاذ ذكو خان غفر الله له وبدل سيئاته حسنات وأدخله جنة الفردوس. بعد ذلك فترت همم أعضاء "النادي العربي" وقل نشاطهم الأدبي.

عقد "النادي العربي" حفلة الاولى في السنة الماضية يوم السبت يوم تسع وعشرين يوليو وكانت هذه الحفلة مذاكرة علمية أدبية اسلامية و[illegible] لاول مرة في تاريخ هذه المدرسة الناشئة. كان عنوان المذاكرة "قضية الشرق الاوسط" واشترك في المذاكرة عدد كبير من العلماء والأدباء منهم فضيلة الشيخ الاستاذ عبد الغفار حسن استاذ الحديث بالجامعة الاسلامية بالمدينة المنورة وفضيلة الشيخ الاستاذ عبد الرحيم عميد مدرسة "جامعة تعليمات الاسلامية" والاستاذ كرامت حسين الجعفري عميد الكلية الحكومية لائلفور آن ذاك والشيخ المفتي السيد سراج الدين الكاكاخيل رئيس المدرسين بمدرسة اشاعة العلوم لائلفور والشيخ الاستاذ غلام احمد الحريري رئيس قسم الدراسات الاسلامية بالجامعة الزراعية لائلفور والشيخ الطبيب الحافظ عبد المجيد عميد مدرسة اشاعة العلوم والاخ المحترم السيد محمود حسين [illegible] من سوريا والاخ المحترم السيد موسى علي خليل من المملكة الاردنية الهاشمية والطبيب السيد سكندر شاه والشيخ الاستاذ محمد بشير ناظر جامعة تعليمات الاسلامية ومن طلاب جامعة تعليمات الاسلامية الاخ عبد القيوم والاخ عبد الشكور والاخ محمد ناصر وراقم هذه الحروف.

وعقد "النادي العربي" حفلات بعد هذه الكارثة المؤلمة في السنة الماضية، اشترك فيها عدد كبير من علماء المدارس العربية والكليات وطلابها. والسلام

زاهد اشرف

# "النادی العربی" لائل پور کے زیر اہتمام مجلس مذاکرہ

## اسلام کی سربلندی اور وحدت امت ہر مسلمان کا اولین مقصد ہونا چاہئے (مولانا عبد الغفار حسن)

## اسلام کے سوا سب ازم ملت اسلامیہ کے لئے افیون کا درجہ رکھتے ہیں (مولانا مفتی زین العابدین مدظلہ)

## قرآن و سنت کی اعجازی قوت ہمارے شب و روز کی کایا پلٹ سکتی ہے (مولانا تاج محمود)

## امت مسلمہ کی حیات نو کا راز صرف قرآن و سنت میں مضمر ہے (مولانا عبد الرحیم اشرف)

## عربی زبان وحدت اسلامی کا بہت بڑا ذریعہ ہے (شیخ عبد العزیز سوڈانی)

لائل پور۔۔۔ ۲۰ جولائی۔ جامعہ تعلیمات اسلامیہ لائل پور میں "النادی العربی" کے زیر اہتمام "اتحاد عالم اسلامی" کے موضوع پر عربی مجلس مذاکرہ زیر صدارت مولینا عبد الغفار حسن صاحب مدظلہ استاذ الحدیث مدینہ یونیورسٹی (مدینہ منورہ) منعقد ہوئی۔ مولانا موصوف چند روزہ قیام کے لئے پاکستان تشریف لائے ہیں۔ مجلس مذاکرہ میں مشاہیر علماء اور زرعی یونیورسٹی میں زیر تعلیم عربی و سوڈانی طلباء نے پرجوش حصہ لیا۔ مجلس مذاکرہ سے خطاب کرتے ہوئے مشہور عالم دین اور مفتی شہر مولانا مفتی زین العابدین صاحب نے فرمایا کہ مختلف اسلامی ممالک کے مابین رابطہ اور اتحاد کی زبان مسلمان ہونے کی حیثیت سے اگر کوئی ہو سکتی ہے وہ صرف عربی زبان ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ عربی لغت کے مقابلہ میں دنیا بھر میں کوئی اور لغت فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے نہیں پائی جاتی۔ آپ نے فرمایا کہ میں جس اسلامی و غیر اسلامی ملک میں بھی گیا ہوں وہاں عربی زبان ہی رابطہ و اتحاد کا واحد ذریعہ بنی جاتی تھی۔ عربی زبان کو اپنا لینے سے ہم اسلام کے زیادہ قریب ہو جاتے ہیں اور لسانی عصبیتوں کا بھی خاتمہ ہو جاتا ہے۔ مفتی صاحب موصوف نے فرمایا کہ اسلام کے سوا جتنے بھی ازم آج ہمیں دکھائی دے رہے ہیں، سب امت مسلمہ کے حق میں ایسے افیون ہیں جس سے اسے مدہوش بنایا جا رہا ہے۔ استعماری طاقتیں مسلمانوں میں افتراق اور تعصب پیدا کر کے ان کی قوت کو کمزور کر رہی ہیں۔ قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر ہی امت مسلمہ اپنے مصائب سے نجات پا سکتی ہے۔ ہمارا فرض ہے اس کی فلاح و بہبود کے واسطے جدوجہد کریں۔

مولانا تاج محمود صاحب نے اپنی تقریر میں اس امر پر زور دیا کہ قرآن و سنت کی اعجازی قوت آج بھی ہمارے مسائل کا حل اور اتحاد اسلامی کا واحد ذریعہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ماضی میں انگریز کی ریشہ دوانیوں اور اغیار کی مختلف سازشوں کے باوجود قرآن و سنت کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لئے ایک مملکت کے قیام میں کامیابی کا باعث بھی یہی تھا کہ مسلمانوں کو قرآن و سنت پر غیر متزلزل ایمان تھا۔

مدیر جامعہ تعلیمات اسلامیہ مولینا حکیم عبد الرحیم اشرف نے اپنے مقالہ میں بتایا کہ مغربی سازشوں، اسلام دشمن سرگرمیوں، الحادی نظریات نے اسلام اور مسلمانوں کو متزلزل کر دیا ہے۔ ان تمام مشکلوں سے نجات اور اتحاد عالم اسلامی کا سب سے مضبوط ذریعہ فقط اسلام ہے۔ آج مسلمان مایوسی اور انتشار میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ روس، امریکہ اور برطانیہ بڑھاتے ہیں اور دولت حاصل کرتے ہیں۔ اشتراکی اور غیر اشتراکی نظام کی کش مکش میں الجھے ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آئے روز عرب ممالک میں انقلاب آتے رہتے ہیں اور عزت و ناموس کے بدلے میں خریدا ہوا اسلحہ اپنے ہی بھائیوں پر استعمال ہو رہا ہے۔ آج ضرورت ہے کہ اسلامی اور سیاسی ملکی اور بین الاقوامی و بین الاسلامی سطح پر اتحاد و یگانگت قائم کی جائے۔

مولانا محمد بشیر صاحب ناظم تعلیمات جامعہ تعلیمات اسلامیہ نے فرمایا کہ پوری دنیا سیاسی اور عسکری تقسیم میں بٹ چکی ہے۔ سیاسی اعتبار سے غیر ملکی سیاسی تسلط میں ہے اور مذہبی طور پر ہمارے ہاں فرقہ بندی کا زور ہے۔ آج ہماری نئی نسل مغربی مفکرین کے سوانح اور افکار سے تو پوری طرح واقف ہے لیکن اسلام اور ملت اسلامیہ کے ان اصحاب فکر و نظر سے بیگانہ ہے جن کی بدولت ہم کل اسلام کی نعمت سے سرفراز ہیں۔ آپ نے اس امر پر زور دیا کہ ہمیں فکر و عمل کے تضاد کو ختم کر کے اسلامی زندگی کو پوری طرح اپنا لینا چاہئے اور اسلامی تعلیمات کی وسیع پیمانے پر نشر و اشاعت کے لئے بین الاسلامی طور پر مشترکہ جدوجہد کرنا چاہئے۔ اس سلسلہ میں عربی زبان [illegible] ذریعہ اتحاد ہے۔

الشیخ عبد العزیز العادی سوڈانی بی ایس سی متعلم زرعی یونیورسٹی لائل پور نے اپنے پرجوش خطاب میں فرمایا کہ قرآن پاک اور عربی زبان ہی کی بدولت مختلف قبائل کل اسلام پر جمع ہو کر ملت اسلامیہ کی شکل میں عالم انسانیت کے ہادی و راہنما بن گئے تھے۔ سامراجی نظام نے عربی زبان کی جگہ دوسری مختلف زبانوں کو رائج کیا تاکہ اسلامی ثقافت اور اسلامی تہذیب کا خاتمہ ہو جائے لیکن قرآن پاک ہی کی فضیلت کے باعث اغیار کی تمام سازشوں کے باوجود عربی زبان آج بھی زندہ ہے۔ سوڈانی طالب علم نے کہا کہ عربی زبان قرآن کی زبان ہونے کی بنا پر وحدت اسلامیہ کا بہت بڑا ذریعہ ہے اور اس کے فروغ کے لئے ہر کوشش لازمی ہے۔

مولانا محمود احمد صاحب استاذ جامعہ تعلیمات اسلامیہ نے فرمایا کہ اسلام سرچشمہ ہدایت ہے۔ اسلام رنگ و نسل کے امتیازات کو مٹا کر وحدت ملت کا درس دیتا ہے۔ آج ہماری گمراہیوں اور خرابیوں کا باعث اسلام سے دوری ہے۔ عربی زبان وحدت [illegible]

باوجود اسرائیل اور اس کی جارحیوں کی [illegible]

### جامعہ تعلیمات اسلامیہ میں

### استاذ الحدیث مولینا عبد الغفار حسن صاحب مدظلہ کی تشریف آوری پر ایمان افروز پروگرام

"النادی العربی" جامعہ تعلیمات اسلامیہ کے تعلیمی و تربیتی پروگراموں میں سے ایک اہم پروگرام ہے جو دو سال سے شروع ہے۔ آج سے پانچ سال قبل استاذی المکرم مولانا عبد الغفار حسن مدظلہ نے "احیاء اللغة القرآن" کے نام سے ایک مجلس مذاکرہ کی بنا ڈالی تھی جس میں مولانا حافظ حکیم عبد المجید صاحب بیچہ (ناجیا) اور مفتی سید سیاح الدین کاکاخیل مدظلہ اس مجلس کے روح رواں تھے۔ مولانا عبد الغفار حسن صاحب کی مدینہ منورہ تبدیلی کے بعد کچھ عرصہ یہ سلسلہ ملتوی رہا۔ جامعہ تعلیمات اسلامیہ نے اس کی ضرورت کے پیش نظر پھر سے اس مجلس کا آغاز "النادی العربی" کے نام سے کیا۔ پچھلے سال جامعہ میں حادثہ فاجعہ میں طلبہ و معلمین جامعہ کے زخمی اور ایک بزرگ معلم کی شہادت کی وجہ سے یہ سلسلہ جاری نہ رہ سکا۔ الحمد للہ کہ روز سعید پھر آیا کہ اس کام کا آغاز ہوا۔ چنانچہ مولانا عبد الغفار حسن صاحب کی تشریف آوری پر جامعہ میں پروگرام مرتب ہوا۔ "النادی العربی" کے تحت مجلس مذاکرہ "اتحاد العالم الاسلامی" کے عنوان سے عربی میں منعقد ہوئی۔ ۔۔۔۔ مولانا مدظلہ نے مسجد قریشی محلہ میں خطبہ جمعہ، جامعہ میں "عالم اسلام کے مسائل اور ان کا قرآنی حل" کے عنوان پر ایمان افروز خطاب "النادی العربی" کا مکمل پروگرام مسجد مبارک [illegible] بازار میں ہمارے دینی فرائض کے عنوان پر روح پرور تقریر ہیں جس کا انشاء اللہ ایک خصوصی [illegible] میں آئیگا۔ اس وقت صرف "النادی العربی" کی سابقہ رپورٹ عربی میں جس کا عکس قارئین کرام کی نظر ہے۔ انشاء اللہ آئندہ پرچوں میں "النادی العربی" کی سابقہ رپورٹ عربی میں بھی سابقہ عنوان پیش کی جاتی رہے گی۔ آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔ انشاء اللہ آئندہ ہر ماہ اس کی رپورٹ شائع ہوا کرے گی۔

(خالد اشرف)

## لائلپور میں نئے فتنہ کا آغاز

[illegible]

حرفِ آخر

[illegible]

اللّٰھم اصلحنا واصلح شاننا و ھب لنا الفقہ انت وانت رب العٰلمین وصلی وسلم علیٰ صفوۃ خلقک محمد الانبیاء وعلیٰ آلہ واصحابہ واھل بیتہ وآلہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

---

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن
پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
تو جھکا جب غیر کے آگے نہ تن تیرا نہ من

اقبال

---

اقبالِ احمد سہیل

# یا خود مٹیں گے یا حریفوں کو مٹا دیں گے

[illegible]

حیات سرمدی چاہے تو اس ہستی کو باطل کر
[illegible]

مصیبت پر کسی شکوہ و سنج آسماں کیوں ہو
[illegible]

[illegible]

کوئی جا کر یہ کہہ دے ناصحِ فرخندہ آئیں سے
جنونِ آرزو بہتر ہے عقلِ مصلحت بیں سے

اگر دنیا میں رہتے ہیں تو دنیا کو دکھا دیں گے
کہ یا خود مر مٹیں گے یا حریفوں کو مٹا دیں گے

[illegible]

ہے ہر چند ہم پھر بھی سلف کی شان باقی ہے
رگوں میں اب بھی خونِ طغرل و عثمان باقی ہے

[illegible]

صبا نے دو تنگ و دو کی ہے اطلاعِ مسرت کی
کہ پتہ پتہ جا بجا شبنم کی صورت میں

## نوٹس

دوبارہ نیلامی پانڈ ایریا کالا باغ ہیڈورکس برائے عارضی کاشت از فصل بیع ۱۹۶۸-۶۹ء یعنی یکم ۶۸ تا ۳۰ جون

مشتہر کیا جاتا ہے کہ رقبہ مسماۃ ۵۰ ایکڑ مشمولہ پلاٹ نمبر ۲-۱ رقبہ [illegible] ایکڑ نئی پلاٹ موضع [illegible] تحصیل وضلع میانوالی واقع [illegible] برائے عارضی کاشت ۔ سب ڈویژنل آفیسر صاحب ہیڈورکس مورخہ [illegible] اگست ۱۹۶۸ء کو بوقت ۱۰ بجے صبح بمقام [illegible] مندرجہ ذیل شرائط پر نیلام کریں گے۔

۱۔ سب سے زیادہ بولی دہندہ کو [illegible] رقم کا [illegible] حصہ موقعہ پر جمع کرانا ہوگا۔ باقی رقم [illegible] صاحب [illegible] ہوگی۔ ایک ماہ کے اندر [illegible] کرنے کی صورت میں پہلی جمع شدہ رقم بحق سرکار ضبط ہو جائیگی اور رقبہ کی نیلامی دوبارہ ہوگی۔

۲۔ محکمہ پانی مہیا کرنے کا ذمہ دار نہ ہوگا۔

۳۔ اگر طغیانی یا بارش [illegible] نقصان ہوا تو محکمہ ذمہ دار نہ ہوگا۔

۵۔ بولی منظور کرنے [illegible] صاحب [illegible] کو ہوگا [illegible]

۶۔ [illegible]

دستخط [illegible]

---

ہر دم جدوجہد

# پہم کشمکش

★ ہمارا کام ——— آپ کے دشمن سے ہر دم برسر پیکار رہنا ہے۔ بفضلِ تعالیٰ ہم الکحل اور دوسرے نشہ آور اجزاء جیسے دشمنوں کو دائمی شکست دے چکے ہیں۔

★ طبِ اسلامی تحقیق و تجربہ کے گم شدہ ماضی کو جدید سائنسی قدروں میں نئے درخشاں مستقبل سے بدلنا ——— یہی ہماری منزل ہے۔

# رضوان فارمیسی

قابلِ اعتماد دوا ——— الکحل سے مبرّا

خالد اشرف ناظم اعلیٰ رضوان فارمیسی جناح کالونی۔ لائل پور

---

جلاب کے لیے عظیم طبی شاہکار

# جلابی

مطب کی کامیابی کی ضمانت ہے!

اشرف لیبارٹریز جناح کالونی۔ لائل پور

---

طبی مشاورتی بورڈ

## اشرف لیبارٹریز، لائل پور کا

قابلِ فخر کارنامہ

جس نے تھوڑے ہی عرصے میں مایوس العلاج مریضوں کے لئے مرکزِ اُمید کی حیثیت اختیار کر لی ہے!

خدانخواستہ اگر آپ

- ذیابیطس
- بلڈ پریشر
- تپِ دق
- جنون
- رسولی
- امراضِ قلب

جنسی کمزوری یا کسی اور مرض میں مبتلا ہیں تو آپ بلا تامل

## طبی مشاورتی بورڈ مطبِ اشرف

(اجلاس ہر اتوار، سوموار)

# طبی مشاورتی بورڈ ۳۲۹۔ جناح کالونی نزد جامع ... لائل پور

(عبدالرشید اشرف ایڈیٹر پبلشر نے پاکستان الیکٹرک پریس لائلپور سے چھپوا کر دفتر المنبر جناح کالونی لائلپور سے شائع کیا)